ایثار

جنگ یرموک ختم ہو چکی ہے۔ صحابی رسول حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ پانی لئے اپنے بھتیجے کو زخمی مجاہدین اور شہداء کے درمیان تلاش کر رہے ہیں۔ وہ زخمی حالت میں ملے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لو پانی پی لو۔ زخمی مجاہد نے ابھی اشارے سے اپنی پیاس کا اظہار ہی کیا تھا کہ نزدیک سے کسی دوسرے زخمی کی آہ کی آواز آئی۔ بھتیجے نے چچا کو اپنے زخمی بھائی کی کراہ سن کر اس کی طرف متوجہ کیا کہ پہلے انہیں پانی پلا دیجئے۔ حضرت حذیفہ زخمی کی طرف لپک کر گئے۔ دیکھا کہ ہشام بن عاص زخموں سے چور بس چند لمحوں کے مہمان ہیں۔ حضرت حذ رضی اللہ عنہ یفہ انہیں پانی پلانے ہی جا رہے تھے کہ کسی زخمی کے کراہنے کی آواز آئی اور ہشام بن عاص نے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس تک پہنچ پاتے کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔ وہ دوڑے دوڑے ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ آخر میں اپنے بھتیجے کے پاس آئے، دیکھا کہ وہ بھی دم توڑ چکا ہے۔ اس طرح ہر ایک نے اپنے بھائی کی پیاس بجھانے کی خاطر پیاسے ہی جان دے دی۔

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چادر کا تحفہ پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو سخت ضرورت تھی آپ نے وہ قبول فرمائی اور اوڑھ لی۔ ایک صحابی یہ سب دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسی چادر کا سوال پیش کر دیا اور کہا کہ چادر بڑی خوبصورت ہے، مجھے مرحمت فرما دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ بھلا کسی کا سوال کیسے رد فرماتے۔ چادر اپنے جسم مبارک سے اتار کر مانگنے والے صحابی کو دے دی۔ اب صحابہ نے اپنے ساتھی صحابی کو گھیرا اور کہا کہ آپ نے بڑا اچھا کام کیا۔ ماشاء اللہ آپ کو معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو چادر کی سخت ضرورت تھی اور یہ بھی معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی کو مایوس نہیں لوٹاتے اس کے باوجود آپ یہ حرکت کر بیٹھے۔ سائل صحابی نے گھبرا کر ساتھیوں کو جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں نے اسے پہننے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے نہیں مانگا ہے بلکہ میری خواہش تو صرف یہ ہے کہ میرا کفن وہ کپڑا بنے جسے رسول اللہ ﷺ اپنے مبارک جسم سے مس کر چکے ہوں۔ ہوا بھی یہی۔ (بخاری) انہوں نے اس چادر کو حفاظت سے رکھ دیا اور یہی چادر ان کے کفن میں کام آئی۔

اسی طرح ایک بار رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جو بھوکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کا حال معلوم ہوا تو آپ نے اپنے گھر میں پوچھا کیا کچھ کھانا ہے؟ جواب ملا کہ پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا آج رات اس مہمان کی میزبانی کون کرے گا؟ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں یا رسول اللہ۔ چنانچہ آپ مہمان کو لے کر گھر گئے۔ اہلیہ سے ساری بات بتائی۔ وہاں بھی بچوں کے لئے تھوڑے سے کھانے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ دونوں میاں بیوی نے مسئلہ کا حل یہ نکالا کہ بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دیا جائے اور بچوں کا مختصر کھانا مہمان رسول کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ صحابی رسول مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور چونکہ کھانا صرف ایک آدمی ہی کے لئے ہے اس لئے چراغ گل کر دیا جائے۔ میزبان ظاہر کرے کہ میں بھی کھا رہا ہوں۔ اس طرح اندھیرے میں مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھالے گا اور اندھیرے میں اسے معلوم بھی نہ ہو گا کہ میزبان بھوکا رہ گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صبح کو جب انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی رات کی مہمان نوازی سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا۔ (مسلم) اسی پس منظر میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۝٩﴾ (الحشر: ۹) ترجمہ: اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں

ابو الحسن انطاکی ایک مشہور شخصیت گزری ہے۔ ایک دفعہ ان کے پاس تیس لوگ ایک ساتھ مہمان ہوئے۔ تعداد کے لحاظ سے روٹیاں ناکافی تھیں۔ طے یہ پایا کہ روٹیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دستر خوان پر رکھ دیا جائے اور چراغ گل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سب لوگ دستر خوان پر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ جب دستر خوان اٹھایا گیا تو معلوم ہوا کہ ساری روٹیاں ویسے ہی رکھی رہ گئیں اور ہر ایک نے اپنا ہاتھ روکے رکھا تاکہ اس کا ساتھی پیٹ بھر کھالے۔ ہر ایک نے یہی رویہ اختیار کیا۔ نتیجے میں ساری روٹیاں بچ گئیں۔

اسلام جس معاشرے کی تشکیل کرتا ہے یہ اس کی ایک جھلک ہے۔ انسان کی سیرت و کردار کو ایسے سانچے میں ڈھال دیتا ہے کہ انسان ایثار و قربانی کا پتلا بن جاتا ہے۔ شعور کے اس مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے کہ انسان دوسروں کے لئے زندہ رہنے کا خوگر بن جاتا ہے۔ وہ دنیا جس کے لئے لوگ لڑتے جھگڑتے اور اخلاق سے گری حرکتیں

کرتے ہیں اسے وہ خاطر میں نہیں لاتا اور دوسروں کے لئے اسے تج دیتا ہے۔ اپنی ضرورتوں کو موخر کر کے دوسروں کی خواہشات پوری کرتا ہے۔ خود بھوکے پیاسے رہتا ہے اور دوسروں کو سیراب کرتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کا وہ نور ہے جس سے تاریخ انسانی روشن و منور ہے۔ اخوت و محبت اور ایثار و قربانی کی اس خوشبو سے اسلامی معاشرہ ہمیشہ معطر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ (متفق علیہ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تک اس دنیا میں رہے کبھی ایسا نہ ہوا کہ تین دن مسلسل شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ہو۔ اگر ہم چاہتے تو کھا سکتے تھے لیکن ہم نے ہمیشہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دی۔ ایثار و قربانی کے سلسلہ میں یہ اسلامی تعلیمات ہیں اور ان پر عمل کی چند تاریخی جھلکیاں۔ کیا آج اسلام سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والے اس آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے کی تاب رکھتے ہیں ؟

تمہیں آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تم گفتار وہ کردار تم ثابت وہ سیارا